جملہ حقوق محفوظ ہیں

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

رسالہ

جنازۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

جس میں

امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے
جنازے میں تمام مہاجرین انصار کی شمولیت
روایاتِ صحیحہ سے ثابت کی گئی ہے

مصنفہ
مناظر اعظم حضرت علامہ محمد عبد الستار صاحب تونسوی مدظلہ

ناشر
دار العلوم محمدیہ (خلیل آباد، شادن لنڈ) ڈیرہ غازیخان

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفی والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الرسل وخاتم الانبیاء وعلیٰ الہ واصحابہ الاتقیاء۔ اما بعد:

جاں نثاری اور محبت کی داستانیں دنیا کی تاریخ میں عجیب و غریب ملتی ہیں مگر جو عشق و محبت کا کمال شاگردانِ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابۂ کرامؓ میں جاگزیں و دل نشیں ہوا اس کی نظیر و مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ وہ لوگ اپنی جان و مال، عزیز و اقارب، دوست احباب، گھر بار سب کچھ عشق و محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں قربان کرنے کے لیے ہر وقت مضطرب و بے قرار رہتے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارے پر گردنیں کٹوانے کو فخر و عزت سمجھا۔ حبِّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے بیوی بچے، جان و مال، گھر بار دینے سے دریغ و گریز نہ کیا۔ جہاں صحابۂ کرامؓ کو خطرہ ہوا کہ دشمنوں کی طرف سے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو کانٹا چبھے گا وہاں اپنی گردنیں اور سر کٹوا دیے مگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کانٹا نہ چبھنے دیا۔ ہر مشکل سے مشکل گھڑی میں حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع رہے، کسی وقت بھی آپؐ کا مبارک و مقدس دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا، تو ایسے جاں نثار و وفادار

لوگوں کے متعلق اس قسم کا گمان و وہم کیا جا سکتا ہے کہ ان حضرات صحابہ کرامؓ نے جن کی جا بجا قرآن مجید میں تعریف و توصیف کی گئی ہے اخیر وقت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازے تک کو ترک کر دیا۔ العیاذ باللہ

سادہ لوح مسلمانوں میں اس قسم کا مکروہ پروپیگنڈہ اور بے بنیاد چرچا بعض خود غرض لوگ پھیلا کر ان کو پیشوایانِ دین و ائمۂ ہدیٰ و نجومِ ہدایت کے حق میں بدظنی و بدگوئی پر آمادہ کر کے ان کی دنیا و آخرت کو تباہ و برباد کرتے ہیں۔ ہم اپنے مسلمان بھائیوں کی خیر خواہی اور ان کے دین و ایمان اور دنیا و آخرت کی بھلائی کے پیشِ نظر کتبِ معتبرہ سے ایسے حوالہ جات نقل کرتے ہیں جن سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہوتا ہے کہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد تمام مہاجرین و انصار نے آپؐ کے جنازۂ مبارک میں شرکت و شمولیت کا شرف حاصل کیا اور یہ ان محبانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر صریح بہتان اور جھوٹ ہے کہ ان حضرات نے حصولِ خلافت و حکومت کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ چھوڑ دیا۔ حالانکہ کتب معتبرۂ اہل سنت و شیعہ سے صاف اور صریح طور پر ثابت ہے کہ تمام مہاجرین، تمام انصار اہل مدینہ و اطرافِ مدینہ کے مردوں عورتوں، بوڑھوں بچوں سب نے حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازۂ مبارکہ میں شرکت کی۔

لما كفن رسول الله
صلى الله عليه وسلم و
وضع على سريره دخل
ابوبكر رض وعمر رض فقالا:
السلام عليك ايها النبي
ورحمة الله وبركاته و
معهما نفر من المهاجرين و
الانصار قدر ما يسع
البيت فسلموا كما سلم
ابوبكر وعمر وصفوا
صفوفا لا يؤمهم عليه
احد فقال ابوبكر و
عمر وهما في الصف الاول
حيال رسول الله صلى
الله عليه وسلم اللهم
انا نشهد انه قد
بلغ ما انزل اليه
الخ..........
ثم يخرجون ويدخل

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
کفن مبارک پہنا کر چارپائی پر رکھا
گیا تو صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ
حجرۂ مبارکہ میں داخل ہوئے اور
السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ و
برکاتہ پڑھا اور ان دونوں حضرات
کے ساتھ اتنے مہاجرین وانصار
بھی داخل ہوئے جتنے کہ حجرۂ
مبارکہ میں سما سکتے تھے۔ ان
سب نے صدیقؓ وفاروقؓ کی طرح
حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام
پڑھا اور صفیں باندھیں اور
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازے
پر امام کوئی نہ تھا اور ابوبکرؓ و
عمرؓ پہلی صف میں حضور صلی
اللہ علیہ وسلم کے بالکل سامنے
کھڑے ہوئے پڑھ رہے تھے
اللہم انا نشہد الخ..........
پھر اسی طرح باقی لوگ جنازہ کے لیے

أخرون حتى صلوا عليه الرجال ثم النساء ثم الصبيان فلما فرغوا من الصلوٰة تكلموا في موضع قبره صلى الله عليه وسلم۔

حجرۂ مبارکہ سے نکلتے اور داخل ہوتے رہے حتیٰ کہ آپ پر مردوں نے جنازہ پڑھ لیا، پھر عورتوں نے پھر بچوں نے پڑھا۔ پس جب سب لوگ جنازہ سے فارغ ہو گئے تو صحابہ کرام رضؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام قبر مبارک کے متعلق بات چیت کی۔

(البدایۃ والنہایہ مصنفہ علامہ ابن کثیر جلد خامس فصل کیفیۃ الصلوٰۃ علیہ صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۲۶۵)

بعینہٖ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازۂ مبارک کی یہی کیفیت طبقات ابن سعد جزء پنجم صفحہ ۲۹ ذکر الصلوٰۃ علیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مذکور و ثابت ہے۔

نیز سیرۃ حلبیہ جلد سوم صفحہ ۳۹۴ پر یہ عبارت بعینہٖ موجود ہے۔

(۲) شیعہ مذہب کی معتبر کتاب حیات القلوب ج ۲ صفحہ ۶۶۴ پر ہے:

شیخ طبری از حضرت امام محمد باقر روایت کردہ است کہ دہ دہ نفر داخل مے شدند و چنیں برآں حضرتؐ نماز

شیخ طبری نے امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ دس دس آدمی حجرۂ مبارکہ میں داخل ہوتے تھے اور اس طرح (صلوٰۃ وسلام پڑھ کر)

می کردند بے امامے در روز دوشنبہ و شب سہ شنبہ تا صبح و روز سہ شنبہ تا شام تا آنکہ خورد و بزرگ مرد و زن از اہل مدینہ و اہلِ اطرافِ مدینہ ہمہ برآں جناب چنیں نماز کردند۔	آں حضرتؐ پر نماز جنازہ ادا کرتے رہے بغیر کسی امام کے سوموار کے دن اور منگل کی رات صبح تک اور منگل کے دن شام تک، یہاں تک کہ سب چھوٹے بڑے مرد و عورت مدینہ اور اطرافِ مدینہ کے لوگوں نے اسی طرح آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز جنازہ ادا کی۔

(۳) شیعہ مذہب کی معتبر کتاب حق الیقین فارسی ج ا صـ۱۳۲ پر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ کے متعلق مرقوم ہے :-

وایشاں صلوٰۃ می فرستادند و می رفتند تا آنکہ مہاجران و انصار داخل شدند و صلوات فرستادند۔	اور یہ لوگ صلوٰۃ (درود وسلام) پڑھتے اور حجرۂ مبارکہ سے نکلتے رہے حتیٰ کہ مہاجرین اور انصار داخل ہوئے اور صلوٰۃ وسلام پڑھا۔

(۴) اصول کافی شیعہ مذہب کی معتبر ترین کتاب کے صـ۲۸۶ پر مرقوم ہے :-

عن ابی جعفر علیہ السلام قال لما قبض رسول اللہ صلی اللہ	حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے بیان فرمایا جب جناب رسول اللہ

علیہ وسلم صلت علیہ الملائکۃ والمهاجرون والانصار فوجا فوجا ۔

صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو آپ پر ملائکہ اور تمام مہاجرین و انصار نے گروہ در گروہ (صلوٰۃ وسلام) پڑھا۔

(۵) مرآۃ العقول شیعہ مذہب کی معتبر کتاب کی جلد اول ص۳۷۱ پر مرقوم ہے ۔ ۔ ۔ کہ دس دس مہاجرین اور انصار آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ (صلوٰۃ وسلام) پڑھتے تھے اور باہر آتے تھے۔

حتیٰ لم یبق احد من المهاجرین والانصار الا صلّی علیہ۔

یہاں تک کہ مہاجرین و انصار میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہ رہ گیا کہ جس نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ نہ پڑھا ہو۔

ایسی واضح اور صریح روایات کے باوجود نہایت ہی حیرت کا مقام ہے کہ کس طرح صحابہ کرامؓ کی وفادار و جاں نثار جماعت کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ حضرات آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازے پر حاضر نہ تھے۔

(۶) شیعہ کی کتاب حیات القلوب ج۲ ص۶۶۴ پر ہے:۔

وکلینی بسند معتبر از امام محمد باقر روایت کردہ است کہ چوں حضرت

کلینی نے نہایت معتبر سند کے ساتھ امام محمد باقر سے روایت نقل کی کہ جب حضرت

Scanned with CamScanner

رسالتؐ رحلت فرمود
نماز کردند بر و جمیع ملائکہ
و مہاجران و انصار فوج
فوج ۔

رسالتؐ نے رحلت فرمائی
تو آپؐ کی نماز جنازہ سب
فرشتوں اور مہاجروں اور
انصار نے فوج فوج ہو کر پڑھی

(۷) ضمیمہ جات مقبول ترجمہ ص۴۵ پر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازے کے متعلق لکھا ہے :-

"جناب سردار دو عالمؐ نے وفات پائی تو جوق در جوق مہاجرین و انصار اور ملائکہ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا۔

(۸) شیعہ کی معتبر تفسیر صافی کے ص۴۲۶ پر امام محمد باقرؒ کا فرمان مذکور ہے :-

لما قبض النبی صلّت
علیہ الملائکۃ و
المہاجرون والانصار
فوجا فوجا۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
رحلت کے بعد فرشتوں اور مہاجرین
وانصار نے فوج فوج ہو کر آپؐ پر نمازِ
جنازہ (صلوٰۃ وسلام) پڑھی۔

(۹) حیات القلوب ج۲ ص۶۶۴ پر مہاجرین و انصار کے متعلق ثابت ہے کہ یہ سب حضرات حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ میں شامل ہوئے۔

و ایشاں بر آں جناب صلوٰۃ
مے فرستادند و بیروں مے رفتند

اور یہ لوگ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
پر صلوٰۃ بھیجتے اور حجرہ مبارکہ سے

Scanned with CamScanner

تا آنکہ ہمہ مہاجران و انصار چنیں کردند۔

باہر نکلتے تھے یہاں تک کہ سب کے سب مہاجرین و انصار نے اس طرح جنازہ پڑھ لیا۔

(۱۰) احتجاج طبرسی مطبوعہ نجف اشرف صفحہ ۵۲ پر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازے میں انصار و مہاجرین کی شرکت کے متعلق مرقوم ہے :-

ثم ادخل عشرۃ من المھاجرین وعشرۃ من الانصار فیصلون و یخرجون حتی لم یبق من المھاجرین و الانصار الا صلی علیہ۔

پھر حضرت علیؓ دس دس مہاجرین اور انصار کو حجرۂ مبارکہ میں جنازہ کے لیے داخل کرتے رہے پس وہ لوگ نماز جنازہ پڑھتے اور نکلتے رہے۔ یہاں تک کہ مہاجرین و انصار میں سے کوئی ایسا نہ رہا جس نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ نہ پڑھا ہو۔

(۱۱) شیعہ مجتہد علامہ باقر مجلسی نے اپنی مشہور کتاب جلاء العیون کے صفحہ ۳۶ پر بھی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازے میں تمام مہاجرین و انصار مردوں عورتوں، چھوٹوں بڑوں، اہلِ مدینہ و اطرافِ مدینہ کی شمولیت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے :-

تا آنکہ خورد و بزرگ، مرد و زن اہل مدینہ و اطراف مدینہ ہمہ بر آں حضرت چنیں نماز کردند۔ و کلینی بسند معتبر از حضرت امام

یہاں تک کہ چھوٹے بڑے مردوں عورتوں سب اہل مدینہ اور اطراف مدینہ نے آں حضرت پر اس طرح نماز جنازہ ادا کی

محمد باقر روایت کردہ است کہ چوں حضرت رسالت رحلت فرمودند نماز کردند بر و جمیع ملائکہ و مہاجر و انصار فوج فوج۔

اور کلینی نے امام محمد باقر سے نہایت معتبر سند کے ساتھ روایت کی ہے کہ جب حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت فرمائی تو آپ پر تمام ملائکہ اور مہاجرین و انصار نے فوج فوج ہو کر نماز پڑھی۔

اہل سنت اور شیعہ حضرات کی اس قدر واضح اور معتبر روایات سے بخوبی ثابت ہے کہ مہاجرینؓ اور انصار سارے کے سارے حتیٰ کہ ان کے بیوی بچے تک آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازۂ مبارک میں شریک ہوئے کوئی بھی غیر حاضر اور اس سعادت سے محروم نہ رہا۔ اب ایسی معتبر اور صحیح اور واضح روایات کی موجودگی میں تربیت یافتگانِ درس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم و نجوم ہدایت و نمونہ اخلاقِ نبوت شاگردانِ رسولؐ صحابۂ کرامؓ کے متعلق کیسے یہ فضول و بے حقیقت بات کہی اور سنی جا سکتی ہے کہ جو حضرات سخت مشکل سے مشکل اوقات میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پروانہ وار فدا اور قربان ہوتے رہے العیاذ باللہ انہوں نے اخیر وقت میں اُس محبوب ترین ہستی اپنے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ تک نہیں پڑھا۔

سوال: اگر تمام مہاجرین و انصار آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازے پر موجود تھے تو پھر آپؐ کا جنازہ دو دن تک کیوں رکھا رہا؟

جواب:۔ روایاتِ اہل سنت و شیعہ میں واضح طور پر موجود ہے کہ چونکہ امام الانبیاء علیہم السلام کا جنازہ تھا۔ جس پر ہزاروں کی تعداد مردوں

Scanned with CamScanner

عورتوں، بوڑھوں بچوں کی بوجہ اپنے عشق و محبت کے موجود تھی اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ حجرۂ مبارکہ سے باہر نکالنا مصلحت نہ سمجھی گئی اس وجہ سے دس دس آدمی باری باری داخلِ حجرہ ہوتے رہے جس کے باعث دو دن تک تاخیر ہوئی۔ جیسا کہ شیعہ کی معتبر کتاب جلاء العیون ص۳۶ اور حیات القلوب جلد دوم ص۶۶۴ پر لکھا ہے :-

از حضرت امام محمد باقر روایت کردہ است کہ دہ دہ نفر داخل مے شدند و برآں حضرت نماز می کردند بے امامے در روز دوشنبہ و شب سہ شنبہ تا صبح روز سہ شنبہ تا شام تا آنکہ خورد و بزرگ مرد و زن اہلِ مدینہ و اطراف مدینہ ہمہ بر آنحضرت چنیں نماز کردند۔

حضرت امام باقر سے روایت کی ہے کہ دس دس آدمی حجرۂ مبارکہ میں داخل ہوتے تھے اور امام کے بغیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ ادا کرتے تھے سوموار کے دن اور منگل کی رات صبح تک اور منگل کے دن شام تک جنازہ ہوتا رہا یہاں تک کہ سب چھوٹے بڑے مردوں عورتوں اور اہل مدینہ و اطراف مدینہ سب لوگوں نے اسی طرح جنازہ پڑھا۔

اہل سنت کی معتبر کتاب البدایہ والنہایہ ج ۵ ص۲۶۵ پر مرقوم ہے :-

قد قیل انھم صلوا علیہ من بعد الزوال یوم الاثنین الی مثلہ من یوم الثلثاء۔

تحقیق بیان کیا گیا کہ لوگوں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سوموار کے دن کے بعد نماز جنازہ شروع کی اور اسی طرح منگل کے دن تک ادا کرتے رہے

یہ روایات واضح طور پر ثابت کرتی ہیں کہ صحابہ کرام کے عشق و محبت کی وجہ سے متواتر پورے دو دن رات صبح و شام آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازے پر مہاجرین و انصار کے مردوں عورتوں بچوں کا ازدحام رہا جس کی وجہ سے جنازہ دو دن تک بصد مشکل پورا ہو سکا۔ مخفی نہ رہے کہ اس دیر و تاخیر کے باعث عام اموات کی طرح آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس و اطہر میں کسی قسم کے تغیر کا اندیشہ نہ تھا کیونکہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام مبارکہ تو قبروں میں قیامت تک محفوظ ہیں۔ قرآن مجید میں موجود ہے کہ سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد ان کا وجود مسعود عبادت خانہ میں بہت دنوں تک رہا۔ مگر کسی قسم کا ذرا بھی تغیر نہ ہوا۔

سوال:۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اور حضرت عمر فاروق رضؓ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ سے پہلے حصول خلافت کا اہتمام و انتظام کیوں کیا؟

جواب:۔ حضرت صدیقؓ و فاروقؓ کی طرف سے حصول خلافت کا انتظام و اہتمام تو بجائے خود رہا ان حضرات کو حصول خلافت کا خیال تک بھی نہ تھا اور پھر قدرتی طور پر خلافت کے حاصل ہو جانے کے باوجود یہ حضرات حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین اور جنازہ و دفن وغیرہ امور میں مکمل اور پورے طور پر شامل اور شریک رہے۔

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال پر ملال کے بعد صحابہ کرامؓ کے دل و دماغ پر اتنا صدمہ پڑا کہ بعض کہتے تھے حضورؐ کا انتقال نہیں ہوا

بعض کہتے تھے کہ نزول وحی والی استغراقی حالت میں ہیں اور بعض حالت بےخودی میں کچھ بول نہ سکتے تھے۔ ادھر حضرت عمر فاروقؓ ہاتھ میں تلوار لے کر کہہ رہے تھے کہ جو شخص آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کہے کہ آپؐ فوت ہو گئے ہیں اس کا سر قلم کر دوں گا تو اس عالمِ غم و الم میں صدیق اکبرؓ نے وہ مشہور و معروف خطبہ دیا جس میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اور رحلت کے مسئلہ کو سمجھایا جس سے حضرت عمرؓ اور دیگر صحابہؓ مغموم و اداس ہو کر مسجدِ نبوی میں بیٹھ گئے۔ اس اثنا میں خبر ملی کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار تقررِ خلیفہ کے سلسلے میں بات چیت کر رہے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ امتِ مسلمہ کو افتراق و اختلاف سے بچانے کی غرض سے سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار کے مجمع میں پہنچے۔ یہ دونوں حضرات تو صدمۂ فراقِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مغموم و اداس مسجدِ نبوی میں بیٹھے تھے سقیفۂ بنی ساعدہ میں انصار کا مجمع یا مسئلہ خلافت کا تذکرہ نہ جناب صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ کے انتظام و اہتمام سے ہوا اور نہ ان دونوں حضرات کے وہم و گمان میں یہ بات تھی۔ اتفاقِ قدرت سے ان حضرات کے پہنچنے کے بعد اس مجمع نے صدیق اکبرؓ کے ہاتھ پر باوجود ان کے انکار کرنے کے ان کی صحبت و خدمتِ قدیمہ اور رفاقتِ غار اور حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری وقت میں اپنا قائم مقام بنا کر امامت نماز پر مقرر فرمانے کی وجہ سے بیعت کر لی۔ اس فیصلہ پر بیعت کے فوراً بعد اسی وقت یہ حضرات واپس مسجد نبوی میں پہنچے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم

کی تجہیز و تکفین غسل و جنازہ وغیرہ تمام امور کا انتظام و اہتمام فرمایا۔ اور اس بیعتِ خلافت کے پہلے ہو جانے کی قدرتی طور پر کئی حکمتیں اور ضرورتیں تھیں۔ مثلاً اگر یہ بیعت نہ ہوتی تو خلافت کا انتظام بگڑ جاتا اور کوئی ایسا شخص خلیفہ منتخب ہو جاتا جس میں سیاسی قابلیت اور روحانی قوت اس درجہ کی نہ ہوتی تو اس کی اصلاح ناممکن ہوتی اور جو فتنے ارتداد و منع زکوٰۃ وغیرہ کے پیش آئے ان میں دین اسلام کا باقی رہ جانا بظاہر ناممکن تھا۔

ایک بات یہ بھی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین جیسے عظیم الشان کام کا بغیر کسی خلیفہ کی سرکردگی کے انجام پانا ہزاروں اختلافات کا سبب بنتا۔ مثلاً نماز جنازہ کے متعلق اختلاف ہوتا۔ کچھ لوگ جنازۂ مبارک کو حجرہ سے باہر لاکر نماز پڑھنا چاہتے اور اس میں جو قیامت برپا ہوتی ظاہر ہے۔ کوئی آپؐ کو دیکھنا چاہتا، کوئی روتا، کوئی بیہوش ہو جاتا، عورتوں اور بچوں کا بھی ہجوم ہوتا۔ پھر مقامِ دفن میں بھی اختلاف ہوتا کہ مکہ میں دفن کریں جو آپؐ کا مولد ہے یا شام میں جو حضرت خلیل اللہؑ کا مدفن ہے یا جنۃ البقیع میں۔ اگر کوئی خلیفہ نہ ہوتا تو ان اختلافات کا فیصلہ کون کرتا۔ اب چونکہ حضرت صدیق اکبرؓ خلیفہ ہو گئے تھے لہذا انہوں نے سب امور کا فیصلہ کر دیا کہ نماز حجرۂ مبارکہ کے اندر ہوگی۔ دس دس آدمی جائیں اور نماز پڑھ کر آئیں اور تنہا تنہا پڑھیں، نبی کے جنازہ پر کوئی امام نہیں بن سکتا۔ حضور پر نورؐ خود امام ہیں اور مقامِ دفن کے متعلق

حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی روحِ اطہر جہاں قبض ہوئی وہی مقامِ دفن ہے۔ سب اختلافات بآسانی رفع ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ اور حکمتِ بالغہ سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو جو نہ خلافت کے خیال میں تھے اور نہ کسی سعی و کوشش میں تھے محض اپنے فضل و کرم اور اپنے وعدۂ قرآنی کو پورا فرماتے ہوئے تمام بنی ہاشم تمام مہاجرین و انصار کو اتقی امت، یارِ غار، صدیق باوقار کے ہاتھ پر متفق و متحد کر کے خلیفہ بلافصل بنا دیا۔ الحمد للہ علیٰ ذلک۔ اس بیعتِ خلافت کے معاملہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت و حکمت سے اتنے تھوڑے سے وقت و وقفہ میں طے فرما دیا کہ خود شیعہ کی معتبر روایات میں ثابت ہے کہ حضرت علیؓ ابھی تک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دے رہے تھے کہ مہاجرین و انصار مسجد نبوی میں آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ اور دفن وغیرہ کے متعلق باہم مشورہ کر رہے تھے جس کی اطلاع حضرت عباسؓ نے آکر حضرت علیؓ کو دی چنانچہ حیات القلوب ج ۲ ص ۶۶۴ پر حضرت امام جعفر صادق سے روایت ہے،

عباس بخدمت حضرت امیر المؤمنین آمد و گفت کہ مردم اتفاق کردہ اند کہ حضرت رسول را در بقیع دفن کنند و ابوبکر پیش بایستد و برآں حضرت نماز کنند . . . الخ	کہ حضرت عباسؓ جناب امیر المومنین حضرت علیؓ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ لوگوں نے اتفاق کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جنۃ البقیع میں دفن کریں اور ابوبکرؓ حضورؐ کے جنازہ کا امام بنے۔

اور مرآۃ العقول جلد اول ص ۳۷۱ پر بھی اسی مضمون کی روایتیں موجود ہیں۔ نیز احتجاج

Scanned with CamScanner

طبرسی ص۵۴ پر مرقوم ہے، حضرت سلمان کہتے ہیں :-

وقلت لعلیؓ حین یغسل	میں نے حضرت علی کو اس وقت کہا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	جبکہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
ان القوم فعلوا کذا وکذا	غسل دے رہے تھے کہ تحقیق لوگوں نے
وان ابا بکر الساعۃ لعلی منبر	اس اس طرح کرلیا ہے اور اب ابوبکر جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر ہے

تو شیعہ مذہب کی ان معتبر روایات سے ثابت ہوا کہ حضرت علیؓ اب تک غسلِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ صحابہ کرامؓ مہاجرین وانصار اور ابوبکر صدیقؓ جنازہ رسولؐ وکفن ودفن کا انتظام اور مشورہ کر رہے تھے حتیٰ کہ بعض لوگ ابوبکر صدیقؓ کو امام جنازہ بنانے کا باہم تذکرہ کر رہے تھے۔ غور کیجیے کہ حاضرینِ جنازہ رسول تو جناب صدیق اکبرؓ کو امامِ جنازہ بنانے کا تذکرہ کر رہے ہیں لیکن چودہ سو برس بعد آنے والے کس جرأت وبے باکی سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ پر صدیقِ اکبرؓ کی شمولیت کا انکار کرتے ہیں فاعتبروا یا اولی الابصار۔ ناظرین کرام! آپ پر بخوبی واضح ہوگیا کہ جناب صدیق اکبرؓ اور تمام صحابہ مہاجرین وانصار اور ان کے بیوی بچے سب کے سب جنازہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر تھے اور ابوبکرؓ وعمرؓ تو صفِ اوّل میں حضور پر نورؐ کے جنازہ پر موجود وحاضر تھے۔ تو یہ کتنا صریح جھوٹ وبہتان ہے کہ یہ حضرات خلافت حاصل کرنے میں مشغول رہے اور جنازہ میں حاضر نہ ہوئے۔ اور یہ بھی بخوبی واضح ہوگیا کہ تقدیم امر خلافت نہایت ضروری تھا۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے تھوڑے سے وقت میں ہی اپنی قدرتِ کاملہ سے مکمل فرما کر تمام صحابہؓ کی مقدس جماعت کو

تجہیز وتدفین اور جنازۂ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم میں شمولیت کا شرف بخشا۔ یہ حقیقت بھی مخفی نہ رہے کہ قرآن مجید کے بعد سب سے زیادہ معتبر کتاب صحیح بخاری شریف میں ثابت ہے کہ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے وقت آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر مبارک حجرۂ عائشہ صدیقہ رض میں داخل ہوئے اور :-

فکشف عن وجھہ ثم اکب علیہ فقبلہ ثم بکیٰ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ مبارک سے کپڑا ہٹایا، پھر جُھک کر آپؐ کو بوسہ دیا اور پھر غم سے آنسو بہائے۔

پھر وہاں سے مسجد نبوی میں داخل ہوئے اور صحابہ کرامؓ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے متعلق اختلاف دیکھ کر یہ مشہور ومعروف خطبہ دیا..... فقال امابعد فمن کان یعبد محمداً فان محمداً قد مات ومن کان یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت قال اللہ عزوجل وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل... .... الیٰ .... الشکرین۔ (بخاری شریف جلد اول کتاب الجنائز باب الدخول علی المیت بعد الموت اذا ادرج فی اکفانہ)

بخاری شریف کی اس صحیح اور صاف وصریح روایت سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر نہایت مغموم ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دیا

اور وفات کے متعلق اہم امور کا سمجھنا سمجھانا حضرت صدیق اکبرؓ نے کیا اور اس اثناء میں جناب ابوبکرؓ و عمرؓ اطلاع ملنے پر اتفاق و اتحادِ امت کی غرض سے مجمع انصار میں سقیفہ بنی ساعدہ میں پہنچے اور تھوڑے سے وقت میں خلافت و بیعت کا معاملہ اللہ تعالیٰ نے طے فرما دیا اور فوراً واپس آکر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کفن و دفن اور جنازہ وغیرہ کا انتظام مکمل کیا جس کی تصریحات البدایۃ[1] والنہایۃ۔ طبقات[2] ابن سعد سیرت[3] حلبیہ وغیرہ کتب اہل سنت سے بڑھ کر شیعہ حضرات کی متعدد کتابیں کرتی ہیں کہ جب وقت حضرت علی المرتضیٰؓ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو غسل دے رہے تھے اس وقت صدیق اکبرؓ اور صحابہ کرامؓ سقیفہ سے واپس آکر مسجد نبوی میں موجود تھے جس کے متعلق شیعوں کی معتبر کتاب حیات القلوب جلد دوم ص ۶۶۴ و مرأۃ العقول ص ۳۷۱ و احتجاج طبرسی ص ۵۲ کے حوالجات گزر چکے ہیں۔ علاوہ ازیں فروع کافی کتاب الروضہ ص ۱۵۹ پر ہے:

قال سلمان فاتیت	سلمان کہتے ہیں پس میں حضرت علی
علیا علیہ السلام و	علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور
هو یغسل رسول اللہ	وہ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو
صلی اللہ علیہ وسلم	غسل دے رہے تھے تو میں نے
فاخبرتہ بما صنع الناس و	خبر دی کہ لوگوں نے ابوبکرؓ کو خلیفہ
قلت ان ابابکر الساعۃ علیٰ	بنا لیا ہے اور اب وہ منبر رسولؐ پر
منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	ہے۔

شیعہ مذہب کی یہ روایات نہایت ہی معتبر اور موثق ہیں۔ حیات القلوب میں تو روایت کی ابتدا ہی میں لکھا ہے :-

کلینی بسند معتبر از حضرت امام محمد باقر روایت کردہ است الخ

تفسیر صافی اور احتجاج طبرسی اور مرآۃ العقول کی روایتوں میں تو کسی کو کلام نہیں ہو سکتا کیونکہ شیعہ مذہب کی یہ نہایت معتبر و مسلّمہ کتابیں ہیں جن پر سارے شیعہ مذہب کا دارومدار ہے۔ محمد بن یعقوب کلینی کی اصولِ کافی و فروعِ کافی تو ایسی کتابیں ہیں جن کے صفحۂ اول پر امام مہدی نے مہر تصدیق ثبت کر دی ہے :-

قال امام العصر و حجۃ اللہ المنتظر ھذا کاف لشیعتنا۔	امام مہدی نے فرمایا یہ کتابیں ہمارے شیعوں کے لیے کافی ہیں۔

شاید اسی لیے ان کا نام بھی کافی رکھا گیا ہے۔

تو ایسی معتبر کتابوں کی روایت کے بعد کسی کو یہ وہم نہیں ہو سکتا کہ یہ روایتیں ضعیف ہیں۔ اگر ضعیف ہوتیں تو امام معصوم ان کو نکال دیتے نہ کہ ھذا کافٍ لشیعتنا فرماتے۔

بخاری شریف، البدایۃ والنہایۃ، طبقات ابن سعد، تاریخ و سیر کی دیگر کتب اہل سنت اور اہل تشیع کی اصول کافی و فروع کافی، مرآۃ العقول، احتجاج طبرسی، تفسیر صافی، حیات القلوب، جلاء العیون کی روایاتِ معتبرہ سے بخوبی حسب ذیل امور ثابت ہیں کہ تمام مہاجرین و انصار دوزن

اہل مدینہ و اطرافِ مدینہ کے بوڑھوں، بچوں تک سب حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے جنازے میں شامل ہوئے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نہایت مغموم ہو کر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر بوسہ دیا اور اس وقت صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مجمع میں آکر مسجد نبوی میں مشہور و معروف خطبہ دیا اور اسی روز ان کے ہاتھ پر محض اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ سے بیعت ہوئی اور جس وقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دے رہے تھے اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضؓ بمعہ دیگر صحابہ کرامؓ کے مسجد نبوی میں موجود تھے۔ اور ابوبکر صدیق رضؓ جنازۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی صف میں موجود تھے۔

ان صحیح اور معتبر روایات کی موجودگی میں اس قسم کی ضعیف و شاذ کوئی روایت کیسے قابلِ قبول ہو سکتی ہے جس میں لکھا ہو کہ ابوبکر صدیقؓ جنازہ و دفن میں موجود نہ تھے۔ جیسے کہ کنز العمال کی روایت ہشام بن عروہ سے نقل کی جاتی ہے کہ جناب ابوبکرؓ و عمرؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن کے بعد لوٹے، حالانکہ ہشام تو عروہ کا بیٹا ہے خود عروہ کی ولادت حضرت عمرؓ کی خلافت کے اخیر میں یا حضرت عثمانؓ کی خلافت کی ابتداء میں ہوئی: تذکرۃ الحفاظ، ج ۱، صہ ۵۹ تہذیب، ج ۷، صہ ۱۸۳ و صہ ۱۸۴ لہٰذا اس واقعہ میں خود عروہ کی موجودگی محال ہے چہ جائیکہ ہشام اس کا بیٹا موجود ہو۔ بہر حال یہ روایت منقطع اور غیر معتبر ہے جب کہ یہ

روایت اسناداً منقطع ہے اور متناً شاذ ہے تو روایاتِ مسندہ صحیحہ کے مقابلہ میں مردود ہے۔

باقی صحیح بخاری شریف جلد اول کتاب الجنائز باب موت یوم الاثنین کی اُس روایت کے متعلق کہ جناب ابوبکر صدیق رضی نے اپنے مرض الموت میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی سے سوال کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کس روز وفات ہوئی تھی اس سے یہ غلط فہمی نہ ہونی چاہیے کہ جناب ابوبکر رضی کو کفن اور یوم وفات کا علم نہ تھا اس لیے کہ وہ موجود نہ تھے کیونکہ صحیح و صریح روایات سے ثابت ہو چکا ہے کہ اسی روز ان کے ہاتھ پر بیعت ہوئی، اسی روز انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ انور کو بوسہ دیا؛ اسی روز خطبہ دے کر صحابہ کرام کو وفاتِ رسول علیہ السلام کا مسئلہ سمجھایا اور امت کو انتشار و افتراق سے بچایا تو یقیناً حضرت ابوبکر صدیق رضی کو وفات کے دن کا تو پورا پورا علم تھا۔ اب ابوبکر صدیق رضی کے اِس سوال کا مقصد اسی قسم کا ہے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا مَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَامُوسَىٰ اے موسیٰ! تیرے ہاتھ میں کیا ہے؟ یا قیامت میں عیسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ سوال فرمائیں گے ءَأَنتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَٰهَيْنِ مِن دُونِ اللَّهِ اے عیسیٰ! کیا تو نے لوگوں کو کہا تھا کہ اللہ کے سوا مجھے اور میری ماں کو خدا بنا لو)۔

یا جس طرح بخاری شریف جلد اول کتاب الحج باب خطبہ ایام منیٰ میں ہے

کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے سوال کیا :۔

ای یوم ھذا۔ قالوا یوم حرام قال فای بلد ھذا قالوا بلد حرام قال فای شھر ھذا قالوا شھر حرام	یہ کون سا دن ہے ؟ صحابہؓ نے عرض کیا یہ حرمت کا دن ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ کون سا شہر ہے ؟ عرض کیا یہ شہر حرمت ہے۔ فرمایا یہ کون سا مہینہ ہے ؟ عرض کیا یہ ماہِ حرمت ہے،

تو جیسا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ سوالات بے علمی کی وجہ سے نہیں بلکہ دوسری حکمتوں اور مقاصد کے لیے ہیں۔ اسی طرح جناب ابو بکر صدیقؓ کا اپنے مرض الموت میں ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کی زبان مبارک سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے واقعہ اور کفن دفن ویوم وفات کا ذکر در حقیقت اپنی وفات کے صدمہ پر صبر و تسلی کی تلقین کے ساتھ اپنی تجہیز و تکفین وغیرہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موافقت واتباع اور محبت کا اظہار تھا کہ میری وفات بھی یوم اثنین کو ہو اور کفن بھی تین کپڑوں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موافقت ومتابعت میں ہو اسی لیے تو فرمایا کہ یہ قمیص دھولو اور کفن میں دو کپڑے اور بھی شامل کر لینا۔

تو در حقیقت مقصد یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے صدمہ کو خیال میں لا کر میری موت کو کوئی بڑا صدمہ نہ سمجھیں علاوہ ازیں

حضرت عائشہؓ سے سوال کرکے اپنے کفن دفن کے معاملہ میں پوری یادداشت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع وموافقت کرانا مقصود تھا تاکہ اتباع وموافقتِ نبوی میں کوئی کمی نہ رہ جائے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یوم وفات اور کفن کے متعلق غیر حاضری کی وجہ سے صدیقِ اکبرؓ کو دریافت کرنا ہوتا تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد ہی ابتدائی ہفتہ عشرہ میں اس قسم کی معلومات حاصل کرتے نہ کہ دو سال گزر جانے کے بعد اپنے مرض الموت میں اس قسم کا سوال کرتے۔

اب ان معروضات سے بخوبی یہ واضح ہوچکا کہ اہل سنت و اہل تشیع دونوں فریق کی کتابوں سے بتصریح ثابت ہے کہ بیعت و خلافت کا معاملہ تو سوموار کے دن تھوڑے سے وقت میں طے پاگیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غیر معمولی تربیت اور تزکیہ و تصفیہ کی برکت سے شاگردانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہؓ کرامؓ کو انتشار و افتراق سے بچاکر متفقہ و متحدہ طور پر سب کو اپنے حبیب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے جنازہ و دفن میں شمولیت و شرکت کا شرف بخشا جس پر اہل سنت کی کثیر وکافی کتابوں کے علاوہ شیعہ مذہب کی بھی معتبر کتاب احتجاج طبرسی ص۵۲ اور مرآۃ العقول ج ا ص۳۲۷ کی روایاتِ معتبرہ شاہد ہیں کہ:-

لم یبق احد من	مہاجرین وانصار میں سے کوئی
المہاجرین والانصار	ایک بھی ایسا نہ رہا جس نے

الا صلی علیہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جنازہ نہ پڑھا ہو۔

اب ایسی تصریح کے بعد کہ مہاجرین وانصار میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہ رہا جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ میں شریک نہ ہو بلکہ تمام کے تمام کو شمولیتِ جنازہ کا شرف حاصل ہوا۔ پھر کیسے کہا جا سکتا ہے کہ اہلِ سقیفہ نے جنازہ نہ پڑھا۔ دوسرے انصار و مہاجرین نے پڑھا، اب تک تو تمام صحابہ کرامؓ کا کہا جاتا تھا کہ سوائے حضرت علیؓ اور چند ان کے اہل بیت وخواص کے اوروں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جنازہ چھوڑ دیا۔

ھٰذا اب ان تصریحات کے بعد مسلمانوں کو سمجھ لینا چاہیے بلکہ کھلم کھلا اور علانیہ کہنا چاہیے ما ھذا الا بھتان عظیم کہ صحابہ کرامؓ پہ یہ صریح بہتان عظیم ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جنازہ میں شریک نہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو حق بات سمجھنے اور حق پر عمل کرنے کی توفیق بخشے آمین ثم آمین۔ وما توفیقی الا باللہ۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

Scanned with CamScanner